اِسلامیات (لازمی)

گیارھویں جماعت کے لیے

Web Version of PCTB Textbook

پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور

جملہ حقوق بحق پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ لاہور محفوظ ہیں۔
منظور کردہ: قومی ریویو کمیٹی، وفاقی وزارتِ تعلیم (شعبہ نصاب سازی) اسلام آباد، پاکستان۔
اس کتاب کا کوئی حصہ نقل یا ترجمہ نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہی اسے ٹیسٹ پیپرز، گائیڈ بکس، خلاصہ جات، نوٹس یا امدادی کتب کی تیاری میں استعمال کیا جا سکتا ہے۔

تمام مکاتبِ فکر کے علما کرام پر مشتمل، اتحاد تنظیماتِ مدارس پاکستان (ITMP) کی مجوزہ کمیٹی کو وزارت وفاقی تعلیم و پیشہ وارانہ تربیت (MoFE&PT)، اسلام آباد نے مورخہ 20 اپریل 2017ء کو بمطابق مراسلہ نمبر 3(8)/2015/E-III نوٹی فائی کیا۔ اس کمیٹی نے "دی علم فاؤنڈیشن، کراچی" کے مرتب کردہ قرآنِ مجید کے ترجمے پر مکمل اتفاق کیا، جسے اس درسی کتاب میں استعمال کیا گیا ہے۔

فہرست مضامین

باب اول: بنیادی عقائد	صفحہ نمبر
1- توحید	1
2- رسالت	7
3- ملائکہ	13
4- آسمانی کتابیں	13
5- آخرت	15
سوالات	19
باب دوم: اسلامی تشخص	
1- ارکانِ اسلام	20
2- اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی محبت و اطاعت	33
3- حقوق العباد	34
4- معاشرتی ذمہ داریاں	39
سوالات	48
باب سوم: اُسوۂ رسولِ اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم	
1- رحمۃ للعالمین	49
2- اخوت	51
3- مساوات	52
4- صبر و استقلال	52
5- عفو و درگزر	54
6- ذکر	54
سوالات	56
باب چہارم: تعارف قرآن و حدیث	
1- تعارفِ قرآن	57
2- تعارفِ حدیث	64
3- منتخب آیات	68
4- منتخب احادیث	72
سوالات	74

Web Version of PCTB Textbook

مصنفین

پروفیسر حسن الدین ہاشمی | پروفیسر محبوب الرحمن | شیخ سعید اختر | مولانا تلمیذ الحسن رضوی | عنایت علی خان | مولانا عبدالرشید نعمانی

نگرانِ طباعت: ڈاکٹر فخر الزمان، محمد صفدر جاوید　　**ڈائریکٹر (مسوّدات):** فریدہ صادق

ڈپٹی ڈائریکٹر (گرافکس): سیّدہ انجم واصف　　**لے آؤٹ:** حافظ انعام الحق

ناشر:　　**مطبع:**

تاریخ اشاعت	ایڈیشن	طباعت	تعداد اشاعت	قیمت

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم فرمانے والا ہے۔

باب اوّل

بنیادی عقائد

لفظ عقیدہ عقد سے بنا ہے جس کے معنی ہیں باندھنا اور گرہ لگانا۔ تو عقیدہ کے معنی ہوئے باندھی ہوئی یا گرہ لگائی ہوئی چیز۔ انسان کے پختہ اور اٹل نظریات کو عقائد کہا جاتا ہے۔ اس کا ہر کام انھی نظریات کا عکس ہوتا ہے۔ یہ عقائد اس کے دل و دماغ پر حکمرانی کرتے ہیں۔ یہی اس کے اعمال کے محرک ہوتے ہیں۔

عقیدے کی مثال ایک بیج جیسی ہے اور عمل اس بیج سے اُگنے والا پودا۔ یہ ظاہر ہے کہ پودے میں وہی خصوصیات ہوں گی جو بیج میں پوشیدہ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تمام پیغمبروں نے اپنی تبلیغ کا آغاز عقائد کی اصلاح سے کیا۔ سیّد دو عالم حضرت محمد رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصۡحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے بھی جب مکّہ مکرّمہ میں پیغامِ رسالت پہنچانا شروع کیا تو سب سے پہلے عقائد کی اصلاح پر زور دیا۔

اسلام کے بنیادی عقائد یہ ہیں۔ توحید، رسالت، ملائکہ، آسمانی کتابوں اور آخرت پر ایمان لانا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَلٰکِنَّ الۡبِرَّ مَنۡ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ وَالۡمَلٰٓئِکَۃِ وَالۡکِتٰبِ وَالنَّبِیّٖنَ ۚ (سورۃ البقرہ: 177)

ترجمہ: اور نیکی تو اُس کی ہے جو ایمان لایا اللہ اور آخرت کے دن پر اور فرشتوں اور کتابوں اور نبیوں پر

توحید

توحید کا مفہوم:

اسلامی عقائد میں سب سے پہلا عقیدہ توحید کا ہے۔ توحید کے لُغوی معنی ہیں ایک ماننا۔ یکتا جاننا۔ دین کی اصطلاح میں اس سے مراد یہ ہے کہ سب سے برتر و اعلیٰ اور ساری کائنات کی خالق و مالک ہستی کے واحد و یکتا ہونے پر ایمان لانا اور صرف اسی کو عبادت کے لائق سمجھنا۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصۡحَابِہٖ وَسَلَّمَ تک جتنے بھی پیغمبر تشریف لائے سب نے لوگوں کو توحید کی تبلیغ کی اور انھیں بتایا کہ کائنات کی تمام اشیاء اللہ ہی کی مخلوق ہیں اور سبھی اس کے عاجز بندے ہیں۔ اس لیے صرف اللہ ہی کی عبادت کرنی چاہیے اور اسی کے احکام کو ماننا چاہیے۔

وجودِ باری تعالیٰ:

جب بھی ہم کسی بنی ہوئی چیز کو دیکھتے ہیں تو ہمارا ذہن اس کو بنانے والے کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔ مکان کو دیکھیں تو معمار کا تصور

Web Version of PCTB Textbook

آ جاتا ہے۔ گھڑی کو دیکھیں تو گھڑی ساز کا تصور آ جاتا ہے۔ کیونکہ ہم یہ سوچ بھی نہیں سکتے کہ کوئی مکان معمار کے بغیر یا کوئی گھڑی، گھڑی ساز کے بغیر بن سکتی ہے۔ اسی طرح جب کائنات پر غور کیا جائے تو ضرور اس کے بنانے والے کا خیال بھی آئے گا۔ کیونکہ کوئی صحیح ذہن اس بات کا تصور نہیں کرسکتا کہ اتنا بڑا منظم و مربوط جہان کسی بنانے والے کے بغیر خود بخود بن گیا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے:

اَفِی اللّٰہِ شَکٌّ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ (سورۃ ابراہیم:10)

ترجمہ: کیا اللہ کے بارے میں شک ہے؟ جو آسمانوں اور زمینوں کا پیدا فرمانے والا ہے۔

کائنات پر جب گہری نظر ڈالی جائے تو اس میں ایک نظم و ضبط نظر آئے گا۔ کہیں بھی بے ترتیبی نہیں ملے گی۔

الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ؕ مَا تَرٰی فِیْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ ؕ فَارْجِعِ الْبَصَرَ ۙ هَلْ تَرٰی مِنْ فُطُوْرٍ ۝۳
ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَیْنِ یَنْقَلِبْ اِلَیْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِیْرٌ ۝۴ (سورۃ الملک: 3،4)

ترجمہ: وہ جس نے سات آسمان اوپر نیچے بنائے تم رحمٰن کی تخلیق میں کوئی فرق نہیں دیکھو گے تو تم نگاہ ڈالو (اور دیکھو) کیا تمھیں کوئی شگاف نظر آتا ہے؟ پھر تم دوبارہ نگاہ ڈالو نگاہ تھک ہار کر تمھاری طرف ناکام پلٹ آئے گی۔

سورج اپنے مدار میں گردش کررہا ہے۔ اور چاند اپنے مدار میں۔ سورج چاند کے مدار میں نہیں جاتا اور چاند سورج کی طرف نہیں بڑھتا۔
اسی طرح ایک خاص وقت تک رات رہتی ہے۔ اور ایک خاص وقت تک دن۔

لَا الشَّمْسُ یَنْۢبَغِیْ لَهَاۤ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّیْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ؕ وَكُلٌّ فِیْ فَلَكٍ یَّسْبَحُوْنَ ۝۴۰ (سورۃ یٰسٓ:40)

ترجمہ: نہ سورج سے ہو سکتا ہے کہ وہ چاند کو پکڑ لے اور نہ ہی رات دن سے پہلے آ سکتی ہے اور سب (اپنے اپنے) دائرے میں تیر رہے ہیں۔

کائنات کی ہر چیز میں ایک مقرر اندازہ اور خاص نظم و ضبط پایا جاتا ہے۔

اِنَّا كُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ ۝۴۹ (سورۃ القمر:49)

ترجمہ: بے شک ہم نے ہر چیز کو ایک مقررہ اندازہ کے مطابق پیدا فرمایا ہے۔

کائنات کا یہ نظم و ضبط اس بات کی روشن دلیل ہے کہ ایسی اعلیٰ و برتر ذات موجود ہے جس نے کائنات میں یہ خوب صورت نظام پیدا فرمایا ہے۔

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ۝۱۹۰ۙ (سورۃ آل عمران:190)

ترجمہ: بے شک آسمانوں اور زمینوں کی تخلیق میں اور رات اور دن کے آنے جانے میں یقیناً عقل مندوں کے لیے نشانیاں ہیں۔

دن، رات، چاند، سورج اور زمین و آسمان کا نظم و ضبط سب اللہ تعالیٰ کی حکمت و کاریگری کی نشانی ہے۔

صُنْعَ اللّٰهِ الَّذِیْۤ اَتْقَنَ كُلَّ شَیْءٍ ؕ (سورۃ النمل:88)

ترجمہ: (یہ) اس اللہ کی کاریگری ہے جس نے ہر چیز کو مضبوط بنایا۔

ایک اور مقام پر ارشاد ہوا:

اَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَیْرِ شَیْءٍ اَمْ هُمُ الْخٰلِقُوْنَ ۝۳۵ؕ اَمْ خَلَقُوا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ بَلْ لَّا یُوْقِنُوْنَ ۝۳۶ؕ (سورۃ الطور 35،36)

کیا وہ کسی (خالق) کے بغیر ہی پیدا کیے گئے ہیں یا وہ خود ہی (اپنے) خالق ہیں۔ کیا انھوں نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا ہے (ہرگز نہیں) بلکہ (اصل بات یہ ہے کہ) وہ یقین نہیں رکھتے۔

Web Version of PCTB Textbook

جس طرح زمین و آسمان اور ساری کائنات وجود باری تعالیٰ کی گواہی دیتے ہیں اسی طرح انسان کی فطرت کی آواز بھی یہی ہے۔ انسانی تاریخ کے مطالعہ سے مہذّب سے مہذّب اور وحشی سے وحشی ہر طرح کی قوموں میں قادرِ مطلق کی ذات کا اعتراف ملتا ہے۔ آثارِ قدیمہ کی تحقیقات سے یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ دنیا کے مختلف گوشوں میں بسنے والی وحشی اقوام جن کی فکری و ذہنی سطح بہت پست تھی وہ بھی کسی نہ کسی شکل میں اللہ کے وجود کی قائل تھیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وجودِ باری تعالیٰ پر ایمان، انسان کی فطرت میں داخل ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد ہوا:

فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْهَا ؕ (سورۃ الروم:30)

ترجمہ: (یہی) اللہ کی وہ فطرت ہے جس پر اس نے لوگوں کو پیدا فرمایا

ایک اور مقام پر ارشاد ہوا:

وَ فِی الْاَرْضِ اٰیٰتٌ لِّلْمُوْقِنِیْنَ ﴿۲۰﴾ وَ فِیْۤ اَنْفُسِكُمْ ؕ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ﴿۲۱﴾ (سورۃ الذّٰریٰت:20،21)

ترجمہ: اور یقین رکھنے والوں کے لیے زمین میں نشانیاں ہیں۔ اور تمھاری ذات میں بھی (نشانیاں ہیں) تو کیا تم دیکھتے نہیں؟

کائنات کو بنانے والی یہ اعلیٰ و برتر ہستی صرف ایک ہی ہے۔ انسان کی صحیح سوچ اسے اسی نتیجہ پر پہنچاتی ہے۔ کیونکہ اگر ایک سے زیادہ رب ہوتے تو ان کے باہمی تصادم کی وجہ سے کائنات کا یہ نظام ایک لمحہ کے لیے بھی قائم نہ رہ سکتا۔

لیکن کائنات تو اپنی مربوط و منظم شکل میں موجود ہے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ معبود برحق صرف ایک ہی ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوا:

لَوْ كَانَ فِیْهِمَاۤ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا ۚ (سورۃ الانبیاء:22)

ترجمہ: اگر ان (آسمان اور زمین) میں اللہ کے سوا اور (بھی) معبود ہوتے تو یقیناً دونوں درہم برہم ہو جاتے۔

ذات و صفاتِ باری تعالیٰ

عقیدہ توحید کی تفصیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اس کی ذات میں بھی اور صفات میں بھی اور صفات کے تقاضوں میں بھی یکتا تسلیم کیا جائے۔

ذات کی یکتائی کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات اور حقیقت میں کوئی دوسرا فرد حصہ دار نہیں۔ لہٰذا نہ اس کی کوئی برابری کر سکتا ہے، اور نہ اس کا کوئی باپ یا اولاد ہے کیونکہ باپ اور اولاد کی حقیقت ایک ہی ہوتی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کی حقیقت میں کوئی شریک نہیں تو نہ اللہ تعالیٰ کسی کا بیٹا، بیٹی ہے اور نہ اس کا کوئی بیٹا، بیٹی ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ﴿۱﴾ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ﴿۲﴾ لَمْ یَلِدْ ۙ۬ وَ لَمْ یُوْلَدْ ﴿۳﴾ وَ لَمْ یَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ﴿۴﴾ (سورۃ الاخلاص: 4-1)

ترجمہ: (اے نبی خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ !) آپ فرما دیجیے وہ اللہ ایک (ہی) ہے۔ اللہ بے نیاز ہے۔ نہ وہ کسی کا باپ ہے اور نہ وہ کسی کا بیٹا ہے۔ اور نہ کوئی اُس کے برابر ہے۔

صفاتِ باری تعالیٰ کی یکتائی کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسی صفات کاملہ کا مالک ہے جو کسی اور فرد میں موجود نہیں۔ وہ اپنے علم، قدرت، ارادہ، سمع، بصر غرض ہر صفت میں یکتا اور بے مثل ہے۔

صفات کے تقاضوں میں یکتائی کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ساری کائنات کو پیدا کیا، وہی سب کا مالک اور رازق ہے۔ سب اسی کے محتاج ہیں۔ وہی سب کو دینے والا ہے۔ لہٰذا تمام مخلوق پر لازم ہے کہ وہ اپنے خالق و مالک اور قدیر و علیم پروردگار کی عبادت و بندگی بجا

Web Version of PCTB Textbook

لائیں۔اور کسی دوسرے کو اس کا شریک نہ بنائیں اور اس کے سوا کسی دوسرے کی عبادت نہ کریں۔

شِرک

عقیدہ توحید انسان کا سب سے پہلا عقیدہ ہے۔شرک اور اس کی تمام اقسام بعد کی پیداوار ہیں۔دنیا کا پہلا انسان عقیدہ توحید ہی کا قائل تھا۔ پہلے انسان حضرت آدم علیہ السلام تھے جو اللہ تعالیٰ کے پہلے نبی تھے۔آپؑ نے اپنی اولاد کو بھی اسی عقیدہ کی تعلیم دی مگر جیسے جیسے انسانی آبادی میں اضافہ ہوتا گیا اور لوگ ادھر ادھر بکھرنے لگے تو آہستہ آہستہ لوگوں نے سچی تعلیمات کو بھلا دیا اور گمراہی کا شکار ہو کر ایک اللہ بزرگ و برتر کی بجائے کئی خدا ماننے لگے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ انھیں بھی معبود بنا لیا۔ان لوگوں نے جس چیز کو ہیبت ناک دیکھا اس سے ایسے خوفزدہ ہوئے کہ اسے دیوتا سمجھ لیا اور اس کی پُوجا پاٹ شروع کر دی۔اس طرح انھوں نے آگ کا دیوتا' سمندر کا دیوتا اور آندھیوں وغیرہ کے دیوتا گھڑ لیے۔دوسری طرف جن چیزوں کو بہت نفع بخش پایا ان کی بھی پُوجا شروع کر دی۔گائے وغیرہ کی پُوجا اسی وجہ سے شروع ہوئی۔ان لوگوں کی ہدایت کے لیے اللہ تعالیٰ نے یکے بعد دیگرے کئی پیغمبر بھیجے۔جنھوں نے ان کو توحید کا بھُولا ہوا سبق یاد دلایا اور شرک کی مذمت کی۔قرآن مجید میں شرک کو بہت بڑا ظلم کہا گیا ہے۔اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

اِنَّ الشِّرۡكَ لَظُلۡمٌ عَظِيۡمٌ ﴿۱۳﴾ (سورۃ لقمٰن:13) ترجمہ: یقیناً شرک بہت بڑا ظلم ہے۔

ایک دوسری جگہ ارشاد ہوا:

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغۡفِرُ اَنۡ يُّشۡرَكَ بِهٖ وَيَغۡفِرُ مَا دُوۡنَ ذٰلِكَ لِمَنۡ يَّشَآءُ ۚ (سورۃ النساء:48)

ترجمہ: بے شک اللہ اِس بات کو معاف نہیں کرتا کہ اُس کے ساتھ شرک کیا جائے اور جو (گناہ) اِس کے علاوہ ہے جس کے لیے چاہے گا معاف فرما دے گا۔

شرک کے لُغوی معنیٰ "حصہ داری" اور "ساجھے پن" کے ہیں۔دین کی اصطلاح میں شرک کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات' یا صفات' یا صفات کے تقاضوں میں کسی اور کو اس کا حصہ دار اور ساجھی ٹھہرانا۔اس طرح شرک کی تین اقسام ہیں:

1۔ذات میں شرک

اس کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حقیقت میں کسی دوسرے کو حصہ دار سمجھنا۔اس کی ایک صورت یہ ہے کہ کسی دوسرے میں یہی حقیقت مان کر اسے اللہ تعالیٰ کا ہمسر اور برابر سمجھنا اور دوسری صورت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو کسی کی اولاد سمجھنا یا کسی کو اللہ تعالیٰ کی اولاد سمجھنا۔کیونکہ والد اور اولاد کی حقیقت ایک ہی ہوتی ہے۔لہٰذا جس طرح دو خداؤں یا تین خداؤں کو ماننا شرک ہے اسی طرح کسی کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا یا بیٹی سمجھنا بھی شرک ہے۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لَمۡ يَلِدۡ ۙ وَلَمۡ يُوۡلَدۡ ﴿۳﴾ وَلَمۡ يَكُنۡ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ﴿۴﴾ (سورۃ الاخلاص:3,4)

ترجمہ: نہ وہ کسی کا باپ ہے اور نہ وہ کسی کا بیٹا ہے۔اور نہ کوئی اُس کے برابر ہے۔

2۔صفات میں شرک

اس کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جیسی صفات کسی دوسرے میں ماننا اور اس جیسا علم' قدرت یا ارادہ کسی دوسرے کے لیے ثابت کرنا' کسی

Web Version of PCTB Textbook

دوسرے کو ازلی و ابدی سمجھنا یا کسی دوسرے کو قادرِ مُطلق تصور کرنا، یہ سب شرک ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ۚ (سورۃ الشوریٰ: 11) ترجمہ: اس (اللہ) جیسی کوئی شے نہیں۔

کیونکہ ہر مخلوق اللہ تعالیٰ کی محتاج ہے۔ جس میں جو صفت بھی پائی جاتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ کی تمام صفات ذاتی ہیں کسی کی عطا کردہ نہیں۔

3۔ صفات کے تقاضوں میں شرک

اللہ تعالیٰ عظیم صفات کا مالک ہے۔ ان صفات کی عظمت کا تقاضا یہ ہے کہ صرف اسی کی عبادت کی جائے اور اسی کے سامنے پیشانیاں جھکائی جائیں۔ حقیقی اطاعت و محبت کا صرف اسی کو حق دار سمجھا جائے اور یہ ایمان رکھا جائے کہ وہی کارساز ہے۔ اقتدارِ اعلیٰ صرف اسی کے ہاتھ میں ہے۔ اسی کے قوانین پر عمل کرنا ضروری ہے اور اس کے قوانین کے مقابلے میں کسی کا قانون کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔

قرآن مجید میں ارشاد ہوا:

اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ (سورۃ بنی اسرآئیل: 23)

ترجمہ: کہ تم اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔

وَاِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ (سورۃ البقرۃ: 163)

ترجمہ: اور تمھارا معبود ایک ہی معبود ہے اُس کے سوا کوئی معبود نہیں۔

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿٤٤﴾ (سورۃ المائدۃ: 44)

ترجمہ: اور جو اللہ کے نازل کردہ حکم کے مطابق فیصلہ نہ کرے تو وہی لوگ کافر ہیں۔

اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ۭ (سورۃ یوسف: 40)

ترجمہ: حکم کا اختیار صرف اللہ کے لیے ہے۔

اللہ تعالیٰ کو ہی منعمِ حقیقی سمجھا جائے اور خلوصِ دل سے اس کا شکر بجالایا جائے۔ یہ شکر صرف یہی نہیں کہ زبان سے ''یا اللہ تیرا شکر ہے'' کہہ دیا جائے بلکہ اس کی حقیقی صورت یہ ہے کہ اپنی عبادت و بندگی کا رخ صرف اللہ کی ذات کی طرف پھیر دیا جائے اور غیر اللہ کی عبادت و بندگی کا اپنی عملی زندگی میں کوئی شائبہ تک نہ رہنے دیا جائے۔

ہمیں اس بات کا خوب خیال رکھنا چاہیے کہ شرک صرف یہی نہیں کہ پتھر یا لکڑی کے بت بنا کر ان کی پوجا کی جائے بلکہ یہ بھی شرک ہے کہ ہر چھوٹی بڑی حاجت کو پورا کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور سے لو لگائی جائے۔ ہر مشکل میں اللہ تعالیٰ ہی کو قادرِ مطلق اور مسبّب الاسباب سمجھ کر اسی کے فضل و کرم سے اپنی مجبوریوں کا حل تلاش کرنا چاہیے۔ بے شمار مسلمان ایسے ملتے ہیں جو زبانی طور پر تو اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہیں، لیکن عملاً اپنی اولاد، روزگار، صحت اور دیگر مسائل کو انسانوں کے سامنے اُسی عاجزی اور امید سے پیش کرتے ہیں جس کا صرف اور صرف اللہ تعالیٰ حق دار ہے۔

Web Version of PCTB Textbook

انسان کی اس کمزوری کو اللہ تعالیٰ نے یوں بیان فرمایا ہے:

وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لَّعَلَّهُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿٧٤﴾ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَهُمْ ۙ وَهُمْ لَهُمْ جُنْدٌ مُّحْضَرُوْنَ ﴿٧٥﴾ (سورۃ یٰسٓ: 74,75)

ترجمہ: اور انھوں نے اللہ کے سوا (دوسرے) معبود بنا لیے ہیں شاید کہ ان کی مدد کی جائے۔ وہ ان کی مدد نہیں کر سکتے اور یہ ان (معبودوں) کے ایسے لشکر ہیں جو خود بھی (اللہ کے سامنے) حاضر کیے جائیں گے۔

دوسری جگہ فرمایا:

اَمَّنْ هٰذَا الَّذِيْ يَرْزُقُكُمْ اِنْ اَمْسَكَ رِزْقَهٗ ۚ (سورۃ الملک: 21)

ترجمہ: بھلا ایسا کون ہے جو تمھیں رزق دے اگر وہ (اللہ) اپنا رزق روک لے۔

انسانی زندگی پر عقیدۂ توحید کے اثرات:

عقیدۂ توحید سے انسان کے فکر و عمل اور شخصیت میں نمایاں اور انقلابی تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں۔ جن میں سے چند ایک یہ ہیں:

1۔ عزتِ نفس:

عقیدہ توحید انسان کو عزّتِ نفس عطا کرتا ہے۔ انسان جب یہ یقین کر لیتا ہے کہ اس کا خالق و مالک اللہ ہے۔ وہی طاقت کا سرچشمہ ہے اور وہی قادرِ مطلق ہے تو اس عقیدہ کی روشنی میں انسان صرف اللہ ہی کے سامنے جُھکتا ہے اور اُسی سے ڈرتا ہے۔ اب اس کی پیشانی انسانوں یا پتھر کی بے جان مورتیوں کے سامنے جھکنے کی ذِلّت سے محفوظ ہو جاتی ہے۔ علامہ اقبالؒ نے کیا خوب کہا ہے:

یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدے سے دیتا ہے آدمی کو نجات!

2۔ انکسار:

عقیدہ توحید سے تواضع و انکسار پیدا ہوتا ہے۔ کیونکہ توحید کا پرستار جانتا ہے کہ وہ اللہ کے سامنے بے بس ہے، اس کے پاس جو کچھ ہے سب اس کا دیا ہوا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ دینے پر قادر ہے وہ چھین لینے پر بھی قادر ہے۔ لہٰذا بندے کے لیے تکبر و غرور کی کوئی گنجائش نہیں۔ اسے تواضع و انکسار ہی زیب دیتا ہے۔

3۔ وُسعتِ نظر:

عقیدہ توحید کا قائل تنگ نظر نہیں ہوتا کیونکہ وہ اس رحمٰن و رحیم پر ایمان رکھتا ہے جو کائنات کی ہر چیز کا خالق اور سب جہانوں کا پالنے والا ہے۔ اس کی رحمتوں سے سب فیض یاب ہوتے ہیں۔ اس عقیدے کے نتیجہ میں مومن کی ہمدردی، محبت اور خدمت عالمگیر ہو جاتی ہے۔ اور وہ ساری خلقِ خدا کی بہتری اور بھلائی کو اپنا نصب العین بنا لیتا ہے۔

4۔ اِستقامت و بہادری:

اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے سے استقامت اور بہادری پیدا ہوتی ہے۔ مومن جانتا ہے کہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے اور اس کی محتاج ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی کو سب پر قدرت حاصل ہے۔ لہٰذا اُسی کے سامنے جھکنا چاہیے اور اُسی سے ڈرنا چاہیے۔ اِس عقیدے کے ذریعے مومن

Web Version of PCTB Textbook

کے دل سے دوسروں کا خوف نکل جاتا ہے اور وہ استقامت و بہادری کی تصویر بن جاتا ہے۔ اور کسی بڑے سے بڑے فرعون کا خوف اپنے دل میں نہیں لاتا۔ خواہ بدر واُحد کے غزوات ہوں یا حنین وخندق کے، وہ ہر جگہ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (ان پر نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ سورۃ یونس: 62) کا پیکر بن جاتا ہے۔

5۔ رجائیت اور اطمینانِ قلب:

عقیدہ توحید کا ماننے والا مایوس اور نا امید نہیں ہوتا۔ وہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی رحمت پر آس لگائے رکھتا ہے۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔ وہ بڑا رحیم وکریم ہے۔ وہ تمام خزانوں کا مالک ہے اور اس کا فضل وکرم بے حد وحساب ہے۔ انسان جس قدر دل کو اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ کرتا ہے اس کے دل کو اتنا ہی اطمینان نصیب ہوتا ہے۔

6۔ پرہیزگاری:

عقیدہ توحید سے انسان کے دل میں پرہیزگاری پیدا ہوتی ہے۔ کیونکہ ہر مومن کا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام ظاہر اور پوشیدہ باتوں کو جانتا ہے۔ اگر بندہ پوشیدگی میں کوئی جرم کرلے تو ممکن ہے لوگوں کی نگاہوں سے چھپ جائے مگر اپنے اللہ کی نظر سے نہیں چھپ سکتا ہے۔ کیونکہ وہ تو دلوں کے ارادوں کو بھی جانتا ہے۔ یہ ایمان انسان میں یہ جذبہ پیدا کرتا ہے کہ وہ ''خلوت وجلوت میں کہیں بھی گناہ کا ارتکاب نہ کرے اور ہمیشہ نیک اعمال بجالائے'' کیونکہ معاشرہ اسی وقت صحیح معنوں میں انسانی معاشرہ بن سکتا ہے جب لوگوں کے اعمال درست ہوں۔ توحید پر ایمان، عملِ صالح کی بنیاد فراہم کرتا ہے کیونکہ انسان کے تمام اعمال اس کے دل کے تابع ہوتے ہیں۔ اگر دل میں ایمان کی روشنی موجود ہو تو عملِ صالح ہوگا۔

نجات وفلاح کے لیے ایمان اور عملِ صالح دونوں کا ہونا ضروری ہے۔ اسی لیے قرآنِ مجید میں جا بجا ارشاد ہوا۔ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ (جو ایمان لائے اور جنھوں نے نیک عمل کیے) جس طرح کوئی درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے اسی طرح ایمان کی پہچان عملِ صالح سے ہوتی ہے۔ اگر کوئی شخص زبان سے ایمان کا دعویٰ کرتا ہے مگر اس کے اعمال اچھے نہیں تو یہی سمجھا جائے گا کہ ایمان نے اس کے دل کی گہرائیوں میں پوری طرح جگہ نہیں بنائی۔ غرضیکہ عقیدہ توحید اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ نیک اعمال بجا لائے جائیں اور بُرے اعمال سے بچا جائے۔

رسالت

رسالت کا مفہوم

اسلام کے سلسلہ عقائد میں توحید کے بعد رسالت کا درجہ ہے۔ رسالت کے لُغوی معنیٰ ''پیغام پہنچانا'' ہیں اور پیغام پہنچانے والے کو رسول کہا جاتا ہے۔ اسلامی اصطلاح میں رسول اس ہستی کو کہا جاتا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے احکام کی تبلیغ کے لیے اپنی مخلوق کی طرف بھیجا ہو۔ رسول کو نبی بھی کہا جاتا ہے۔ نبی کے معنی ہیں ''خبر دینے والا'' چونکہ رسول لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے ارشادات سے آگاہ کرتا ہے اس لیے اسے نبی بھی کہا جاتا ہے۔ انبیاء اور رسول اپنے معاشرہ کے بے حد نیک اور پارسا انسان ہوتے ہیں۔ جن پر اللہ تعالیٰ وحی کے ذریعے اپنے احکام نازل فرماتا ہے۔ وحی کے لُغوی معنی دل میں چپکے سے کوئی بات ڈالنا اور اشارہ کرنے کے ہیں۔ اور اسلامی اصطلاح میں اس سے مراد اللہ تعالیٰ کا وہ پیغام ہے جو اس نے اپنے کسی رسول کی طرف فرشتے کے ذریعے نازل کیا، یا براہِ راست اس کے دل میں ڈال دیا، یا کسی

Web Version of PCTB Textbook

پردے کے پیچھے سے اسے سنوادیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ ط

ترجمہ: اور کسی انسان کے لیے ممکن نہیں کہ اللہ اس سے کلام کرے مگر وحی کے ذریعہ یا پردے کے پیچھے سے یا وہ کوئی فرشتہ بھیجے تو وہ اس کے حکم سے جو وہ (اللہ) چاہے وحی کرے۔ (سورۃ الشوریٰ: 51)

اللہ تعالیٰ نے دنیا کی مختلف اقوام کی طرف رسول بھیجے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوا:

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا (سورۃ النحل: 36) ترجمہ: یقیناً ہم نے ہر اُمّت میں ایک رسول بھیجا۔

بعض روایات میں انبیاء کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار بیان کی گئی ہے۔ مگر قرآن مجید میں نام لے کر صرف چند انبیاء کا ذکر کیا گیا ہے۔ تمام کے نام نہیں بیان کیے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ ط (سورۃ المومن: 78)

ترجمہ: اور یقیناً ہم نے آپ سے پہلے کئی رسول بھیجے ان میں کچھ تو ایسے ہیں جن کے حالات آپ سے بیان کر دیے ہیں اور کچھ ایسے ہیں جن کے حالات بیان نہیں کیے۔

سلسلۂ انبیاء کے آخری فرد حضرت محمد رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ ہیں اور اب قیامت تک کے انسانوں کو آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ ہی کی پیروی کرنی ہے۔ تاہم ہر مسلمان پر لازم کیا گیا ہے کہ وہ تمام انبیاء کی نبوت پر ایمان لائے۔ اس سلسلے میں تفریق کی اجازت نہیں۔

لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ قف (سورۃ البقرۃ: 285)

ترجمہ: (اُن سب نے کہا) ہم اللہ کے رسولوں میں سے کسی کے درمیان (ایمان لانے) میں تفریق نہیں کرتے۔

یہ ضروری ہے کہ سب انبیاء کو سچا اور پاکباز مانا جائے اور سب کا ادب واحترام کیا جائے۔ اسلام میں اس بات کی ہرگز اجازت نہیں کہ بعض رسولوں پر ایمان لایا جائے اور بعض کا انکار کیا جائے۔ ایسا کرنا کفر ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ لا وَّيُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ﴿۱۵۰﴾ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا ج (سورۃ النساء: 151،150)

ترجمہ: بے شک جو لوگ اللہ اور اُس کے رسولوں کا انکار کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اللہ اور اُس کے رسولوں کے درمیان فرق کریں اور وہ کہتے ہیں کہ ہم بعض (رسولوں) پر ایمان لائیں گے اور بعض کا انکار کریں گے اور چاہتے ہیں کہ اس طرح (ایمان و کفر) کے درمیان کوئی راہ نکال لیں۔ یہی لوگ پکے کافر ہیں۔

انبیاورُسل کی ضرورت:

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت کے لیے انسانوں ہی میں سے رسول بھیجے کیونکہ انسان کی رہنمائی کے لیے انسان ہی رسول ہو سکتا ہے۔ پیغامِ الٰہی کو نبی خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ پر نازل کرنے کی حکمت درج ذیل آیت میں ملاحظہ ہو:

Web Version of PCTB Textbook

وَ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ (سورۃ النحل:44)

ترجمہ: اور ہم نے آپ کی طرف ذکر (قرآن) نازل فرمایا تا کہ آپ لوگوں کے لیے واضح کر دیں جو اُن کی طرف نازل کیا گیا ہے۔

حضور خَاتَمُ النَّبِيِّين صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کو خود اپنی زندگی میں قرآنی اصولوں پر مبنی ایک عملی مظاہرہ کرنا تھا۔صرف یہی نہیں کہ آ کر پیغام سنا دیتے۔ بلکہ اس پیغام کے مطابق انسانی زندگی کی اصلاح بھی آپ خَاتَمُ النَّبِيِّين صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی ذمہ داری تھی۔ پیغام الٰہی فرشتوں کے ذریعے بھی بھیجا جا سکتا تھا۔مگر محض پیغام بھیجنے سے وہ مقصد پورا نہیں ہو سکتا تھا۔اس عظیم مقصد کی تکمیل و تعمیل کے لیے لازمی تھا کہ اس پیغام کو بنی نوع انسان ہی کا ایک فرد لے کر آئے جو کہ انسان کامل ہونے کے باوجود بہر حال انسان اور بشر ہو۔اس کو مشکلات اور مجبوریوں کا اسی طرح سامنا کرنا پڑتا ہو جس طرح اس کی امت کے کسی فرد کو اور جو ساری دنیا کے سامنے ایک ایسی سوسائٹی کو بطور مثال رکھ دے جس کا اجتماعی نظام اسی پیغام الٰہی کے منشا کی شرح ہو۔

انبیاء کرام علیہم السّلام کی خصوصیات

انبیاء کرام علیہم السّلام کی خصوصیات درج ذیل ہیں:

1۔ بشریت:

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی رہبری کے لیے ہمیشہ کسی انسان کو ہی پیغمبر بنا کر بھیجا۔کسی جن یا فرشتے کو نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ (سورۃ یوسف:109)

ترجمہ: اور ہم نے آپ سے پہلے بھی مَردوں ہی کو (رسول بنا کر) بھیجا تھا جن کی طرف ہم وحی فرماتے تھے۔

انبیاء اگر چہ انسان ہوتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسے اوصاف سے نوازا ہوتا ہے جو دوسروں میں نہیں ہوتے۔بعض لوگوں کو یہ غلط فہمی تھی کہ انسان نبی نہیں ہو سکتا۔نبی تو کوئی فرشتہ ہونا چاہیے۔اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

قُلْ لَّوْ كَانَ فِي الْاَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ يَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّيْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا ﴿۹۵﴾ (سورۃ بنی اسرآئیل:95)

ترجمہ: آپ (خَاتَمُ النَّبِيِّين صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ) فرما دیجیے کہ اگر زمین میں (انسانوں کے بجائے) فرشتے ہوتے جو اطمینان سے چلتے پھرتے تو ضرور ہم ان پر آسمانوں سے فرشتہ رسول (بنا کر) بھیجتے۔

2۔ امانت دار اور وہبیت:

ہر نبی امانت دار ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا پیغام بندوں تک من و عن پہنچا دیتا ہے۔رسالت ایک ایسی نعمت ہے جو محض اللہ تعالیٰ کا عطیہ ہے۔کوئی شخص اپنی محنت و کاوش سے اسے حاصل نہیں کر سکتا۔ یہ کوئی ایسی چیز نہیں جو محض عبادت و ریاضت سے حاصل ہو جائے۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔جسے چاہے عطا کر دے۔

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ط (سورۃ الجمعۃ:4) ترجمہ: یہ اللہ کا فضل ہے وہ اِسے عطا فرماتا ہے جسے چاہتا ہے۔

تاہم یہ منصب جن لوگوں کو عطا کیا گیا وہ تمام نیکی، تقویٰ، ذہانت اور عزم و ہمت جیسی بلند صفات کے مالک تھے۔

3۔ تبلیغِ احکامِ الٰہی:

پیغمبر جو احکام و تعلیمات لوگوں کے سامنے بیان فرماتا ہے وہ تمام اللہ کی طرف سے ہوتے ہیں۔پیغمبر اپنی طرف سے نہیں کہتا۔وہ تو

Web Version of PCTB Textbook

اللہ تعالیٰ کا ترجمان ہوتا ہے۔قرآن مجید میں ارشاد ہوا۔

وَ مَا یَنۡطِقُ عَنِ الۡهَوٰی ؕ﴿۳﴾ اِنۡ هُوَ اِلَّا وَحۡیٌ یُّوۡحٰی ۙ﴿۴﴾ (سورۃ النجم: 4-3)

ترجمہ: اور وہ اپنی خواہش سے کلام نہیں کرتے۔ان کا فرمان تو صرف وحی ہے جو (ان کی طرف) کی جاتی ہے۔

4۔ معصومیت:

اللہ تعالیٰ کے تمام پیغمبر معصوم اور گناہوں سے پاک ہوتے ہیں۔ ان کے اقوال اور اعمال شیطان کے عمل دخل سے محفوظ ہوتے ہیں۔ نبی کا کردار بے داغ ہوتا ہے۔ وہ ایسا انسانِ کامل ہوتا ہے۔ جو بے حد روحانی طاقت کا مالک ہوتا ہے۔ نبی کا کوئی کام نفسانی خواہشات کے تابع نہیں ہوتا۔

5۔ واجب الاطاعت:

انبیاء کرام علیہم السّلام کی اطاعت و پیروی ضروری ہوتی ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَاۤ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا لِیُطَاعَ بِاِذۡنِ اللّٰهِ ؕ (سورۃ النساء:64)

ترجمہ: اور ہم نے ہر رسول کو صرف اس لیے بھیجا ہے کہ اللہ کے حکم سے اُس کی اطاعت کی جائے۔

نبی اللہ کا راستہ دکھاتا ہے۔اس لیے اس کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہوتی ہے۔اسی طرح پیغمبر کتاب اللہ کا شارح ہوتا ہے۔امت کا معلم اور مربّی ہوتا ہے۔امت کے لیے نمونہ تقلید ہوتا ہے۔ قانونِ الٰہی کا شارح ہوتا ہے، قاضی اور حکم ہوتا ہے۔

رسالتِ محمدی خَاتَمُ النَّبِیِّیْن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ اور اُس کی خصوصیّات

حضرت آدم علیہ السلام سے نبوت کا جو سلسلہ شروع ہوا وہ خاتم المرسلین حضرت محمد رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِیِّیْن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ پر آ کر اپنی تکمیل کو پہنچ گیا۔اور ختم ہو گیا۔اللہ تعالیٰ نے پہلے انبیاء کرام کو جو کمالات علیحدہ علیحدہ عطا فرمائے تھے، نبی آخر الزمان خَاتَمُ النَّبِیِّیْن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی ذات میں وہ تمام شامل کر دیئے۔ رسالتِ محمدی خَاتَمُ النَّبِیِّیْن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ بڑی نمایاں خصوصیات رکھتی ہے۔جن میں سے چند ایک یہ ہیں۔

1۔ عمومیت:

رسول اکرم خَاتَمُ النَّبِیِّیْن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ سے پہلے آنے والے انبیاء کی نبوت کسی خاص قوم یا ملک کے لیے ہوتی تھی مگر آپ خَاتَمُ النَّبِیِّیْن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی نبوت قیامت تک کے تمام انسانوں کے لیے ہے۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

قُلۡ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیۡ رَسُوۡلُ اللّٰهِ اِلَیۡكُمۡ جَمِیۡعًا (سورۃ الاعراف:158)

ترجمہ: آپ (خَاتَمُ النَّبِیِّیْن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ) فرما دیجیے اے لوگو! بے شک میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔

2۔ پہلی شریعتوں کا نسخ:

حضور خَاتَمُ النَّبِیِّیْن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی شریعت نے آپ خَاتَمُ النَّبِیِّیْن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ سے پہلے آنے والے انبیاء کی شریعتوں کو منسوخ کر دیا۔اب صرف شریعت محمدی خَاتَمُ النَّبِیِّیْن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ پر عمل کیا جائے گا۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَنۡ یَّبۡتَغِ غَیۡرَ الۡاِسۡلَامِ دِیۡنًا فَلَنۡ یُّقۡبَلَ مِنۡهُ ۚ (سورۃ اٰل عمران:85)

ترجمہ: اور جو اسلام کے سوا کوئی اور دین چاہے گا تو وہ اُس سے ہر گز قبول نہیں کیا جائے گا۔

Web Version of PCTB Textbook

3۔ کاملیت:

حضور خاتم النبیین صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ پر اللہ کے دین کی تکمیل ہوگئی۔ آپ خاتم النبیین صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کو وہ دینِ کامل عطا فرمایا گیا جو تمام انسانیت کے لیے کافی ہے۔ اس لیے کسی دوسرے دین کی اب کوئی ضرورت نہیں رہی۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا (سورۃ المائدۃ:3)

ترجمہ: آج کے دن میں نے تمھارے لیے تمھارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمھارے لیے اسلام بطورِ دین پسند کر لیا۔

4۔ حفاظتِ کتاب:

پہلے انبیاء پر نازل ہونے والی کتابیں یا تو بالکل ناپید ہو چکی ہیں یا اپنی اصلی حالت میں باقی نہیں رہیں۔ کیونکہ ان میں بڑے پیمانے پر ردّ و بدل ہو چکا ہے۔ جس سے ان کتابوں میں صحیح اور غلط تعلیمات اس قدر گڈ مڈ ہوگئی ہیں کہ صحیح کو غلط سے جدا کرنا بے حد مشکل ہو گیا ہے۔ مگر خاتم الرسل صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ پر نازل ہونے والی کتاب قرآن کی آیات چودہ سو سال گزرنے کے باوجود بالکل اسی صورت میں موجود ہیں جس طرح نازل ہوئی تھیں۔ اس کے ایک حرف میں بھی تبدیلی نہیں ہوئی۔ قرآن مجید نہ صرف یہ کہ تحریری طور پر محفوظ ہے بلکہ لاکھوں انسانوں کے سینوں میں بھی موجود ہے۔

5۔ سُنتِ نبوی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی حفاظت:

اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول اکرم خاتم النبیین صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی سنت کی حفاظت کا بھی عظیم انتظام کیا گیا ہے۔ ہر دور میں محدثینِ کرام کی ایسی جماعت موجود رہی جس نے سنتِ نبوی کی حفاظت کے لیے اپنی زندگیاں وقف کر دیں۔ چونکہ سنت، قرآن مجید کی شرح ہے جو قیامت تک کے انسانوں کے لیے سرچشمۂ ہدایت ہے۔ اس لیے اللہ نے جس طرح قرآن مجید کی حفاظت کا انتظام کیا۔ ساتھ ساتھ سنت نبوی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی حفاظت کا انتظام بھی فرما دیا۔

6۔ جامعیت:

پہلے انبیاء کی رسالت کسی خاص قوم اور دور کے لیے ہوتی تھی۔ اس لیے ان کی تعلیمات کا تعلق اسی قوم اور دَور سے ہوتا تھا۔ مگر رسول اکرم خاتم النبیین صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ چونکہ تمام انسانیت اور تمام زمانوں کے لیے رسول بن کر آئے اس لیے آپ خاتم النبیین صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی تعلیمات میں اس قدر جامعیت ہے کہ قیامت تک کے انسان خواہ کسی بھی قوم یا دَور سے تعلق رکھتے ہوں ان تعلیمات سے رہبری حاصل کر سکتے ہیں۔

7۔ ہمہ گیری:

رسول اکرم خاتم النبیین صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے جو تعلیمات پیش فرمائیں ان کی حیثیت محض نظری نہیں۔ بلکہ خود ان پر عمل کر کے انھیں عملی زندگی میں نافذ کر کے دکھایا۔ جب آپ خاتم النبیین صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی حیات طیبہ پر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ عائلی زندگی ہو یا سیاسی، بچوں سے برتاؤ ہو یا بڑوں سے معاملہ، امن کا دور ہو یا جنگ کا زمانہ، عبادت کی رسمیں ہوں یا معاملات کی باتیں، قرابت کے تعلقات ہوں یا ہمسائیگی کے روابط، زندگی کے ہر پہلو میں سیرتِ محمدی انسانوں کے لیے بہترین نمونۂ عمل ہے۔

Web Version of PCTB Textbook

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (سورۃ الاحزاب:21)

ترجمہ: یقیناً تمھارے لیے اللہ کے رسول (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کی ذاتِ مبارکہ) میں بہترین نمونہ ہے۔

8۔ ختمِ نبوّت:

ختم نبوت کا مفہوم یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے نبوت کا جو سلسلہ شروع ہوا' اور یکے بعد دیگرے کئی انبیاء آئے۔ کچھ کے پاس اپنی علیحدہ آسمانی کتابیں اور مستقل شریعتیں تھیں اور کچھ اپنے سے پہلے انبیاء کی کتابوں اور شریعتوں پر عمل پیرا تھے۔ یہ سلسلہ حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم پر آکر ختم ہو گیا۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم پر ایک جامع اور ہمیشہ رہنے والی کتاب نازل ہوئی اور آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کو ایک کامل شریعت دی گئی۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم آخری نبی ہیں۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم پر دین کی تکمیل ہوئی اور آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کی شریعت نے پہلی تمام شریعتوں کو منسوخ کر دیا۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کے بعد اب کسی قسم کا کوئی دوسرا نبی نہیں آئے گا کیونکہ:

1۔ اللہ تعالیٰ نے آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کو تمام انسانوں کے لیے رسول بنا کر بھیجا ہے اور قیامت تک ہر قوم اور ہر دور کے انسانوں کے لیے آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کی رسالت عام ہے اور سب کے لیے آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کی تعلیم کافی ہے۔

2۔ اللہ تعالیٰ نے آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم پر دین مکمل کر دیا۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کی شریعت کامل ہے اور آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کی تعلیمات ہدایت کی مکمل ترین شکل ہیں۔ اس لیے اب کسی دوسرے نبی کی کوئی ضرورت نہیں۔

3۔ اللہ تعالیٰ نے آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم پر نازل کردہ کتاب قرآن مجید کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے اور یہ کتاب چودہ سو سال گزرنے کے باوجود اس شان سے محفوظ ہے کہ اس کے ایک حرف میں بھی کوئی ردّ و بدل نہیں ہو سکا۔ اس کتاب کا ایک ایک حرف محفوظ ہے۔ کاغذ کے صفحات پر بھی اور حفاظ کے سینوں میں بھی۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کی تعلیمات اپنی صحیح شکل میں محفوظ ہیں جو تمام دنیا کے لیے ہدایت کا سرچشمہ ہیں۔ اس لیے آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کے بعد کوئی اور نبی نہیں آ سکتا۔ اب ہر طالبِ ہدایت پر لازم ہے کہ حضرت خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم پر ایمان لائے اور آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم ہی کے بتائے ہوئے طریقے پر چلے۔

عقیدۂ ختم نبوت' قرآن و حدیث اور اجماعِ امت تینوں سے ثابت ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ (سورۃ الاحزاب:40)

ترجمہ: نہیں ہیں محمد (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم) تمھارے مَردوں میں سے کسی کے باپ لیکن وہ اللہ کے رسول اور خاتمُ النّبیّین ہیں۔

عربی زبان میں ختم کے معنی ہیں۔ مہر لگانا' بند کرنا' آخر تک پہنچانا۔ کسی کام کو پورا کر کے فارغ ہو جانا۔ تمام مفسرین نے اس آیت کریمہ میں خاتم کے معنی آخری نبی کے بیان کیے ہیں۔ حدیث مبارک میں ہے۔ ''رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا'

Web Version of PCTB Textbook

بنی اسرائیل کی رہنمائی انبیا کیا کرتے تھے۔ جب ایک نبی وفات پا جاتا تو دوسرا نبی اس کا جانشین ہوتا۔ مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں۔'' ایک اور حدیث میں آتا ہے:

حضور خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا میری اور مجھ سے پہلے گزرے ہوئے انبیاء کی مثال ایسے ہے جیسے ایک شخص نے عمارت بنائی اور خوب حسین و جمیل بنائی، مگر ایک کنارے میں ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دی اور وہ اینٹ میں ہوں۔''

تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اس بات پر اجماع تھا کہ حضور خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور میں جن لوگوں نے نبوت کا دعویٰ کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان کے خلاف جہاد کیا۔

ملائکہ

ملائکہ کا لفظ جمع ہے اس کا واحد ''ملک'' ہے۔ جس کے لُغوی معنی قاصد کے ہیں۔ فرشتوں کے لیے لفظ رسول بھی استعمال ہوا ہے۔ کیونکہ اس کے لغوی معنی بھی قاصد کے ہیں چونکہ فرشتے خالق اور مخلوق کے درمیان پیغام رسانی کا فرض ادا کرتے ہیں۔ اس لیے ان کو ملک اور رسول کہا جاتا ہے۔ توحید و رسالت کی طرح فرشتوں پر ایمان لانا بھی ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ ۚ (سورة البقرہ: 177)

ترجمہ: اور نیکی تو اُس کی ہے جو ایمان لایا اللہ اور آخرت کے دن پر اور فرشتوں اور کتابوں اور نبیوں پر۔

فرشتے اللہ کی وہ نوری مخلوق ہیں جو اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق دنیا کا نظام چلا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنا حکم ان کے دل میں القاء فرماتا ہے۔ اور وہ اس حکم کو مخلوق میں جاری اور نافذ کر دیتے ہیں۔

آسمانی کتابیں

پہلے بتایا جا چکا ہے کہ مسلمان ہونے کے لیے ضروری ہے کہ تمام رسولوں پر ایمان لایا جائے۔ رسولوں پر ایمان لانے کا مفہوم یہ ہے کہ انھیں اللہ تعالیٰ کا سچا پیغمبر مانا جائے اور ان کی تعلیمات کو برحق تسلیم کیا جائے۔ رسولوں پر نازل ہونے والی کتابیں ربانی تعلیمات کا مجموعہ ہوتی ہیں۔ لہٰذا رسولوں پر ایمان لانے کے لیے لازم ہے کہ ان پر نازل ہونے والی کتابوں پر بھی ایمان لایا جائے۔ ایمان والوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ (سورة البقرہ: 4)

ترجمہ: اور جو لوگ اس پر ایمان رکھتے ہیں جو آپ (خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ) کی طرف نازل فرمایا گیا اور اس پر (بھی) جو آپ (خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ) سے پہلے نازل فرمایا گیا۔

آسمانی کتابیں تو بہت سی ہیں جن میں سے چار بہت مشہور ہیں:

1۔ توریت جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی۔ 2۔ زبور جو حضرت داؤد علیہ السلام پر نازل ہوئی۔

3۔ انجیل جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی۔ 4۔ قرآن مجید جو حضرت محمد رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ پر نازل ہوا۔

ان کے علاوہ حضرت آدم، حضرت ابراہیم علیہما السلام اور دوسرے انبیاء کے صحیفے بھی تھے۔ ان تمام کتابوں میں دین کی بنیادی باتیں مشترک تھیں۔ جیسے اللہ تعالیٰ کی توحید، اس کی صفات کاملہ، اللہ تعالیٰ کی عبادت، رسالت پر ایمان، یوم آخرت پر ایمان اور اعمال کی جزا و سزا مگر چونکہ

Web Version of PCTB Textbook

ہر دَور میں وقت کے تقاضے مختلف ہوتے ہیں اس لیے شریعت کے تفصیلی قوانین ان کتابوں میں جدا جدا تھے۔ بعد میں آنے والی کتابوں نے پہلی کتابوں کے تفصیلی قوانین کو منسوخ کر دیا۔ اسی طرح قرآن نے جو کہ سب کتابوں کے بعد نازل ہوا' پہلی تمام شریعتوں کو منسوخ کر دیا' اور اب صرف قرآن کے بتائے ہوئے قوانین پر عمل کرنا لازم ہے پہلی کتابوں کے بتائے ہوئے قوانین پر نہیں۔ پہلی کتابوں پر ایمان لانے کا اب مطلب یہ ہے کہ وہ بھی سچی کتابیں تھیں اور ان کے بیان کردہ قوانین پر ان کے زمانے میں عمل کرنا ضروری تھا مگر اب صرف قرآنی ہدایات ہی پر عمل کیا جائے گا۔

قرآنِ مجید کی اہم خصوصیات

قرآن مجید کی اہم خصوصیات درج ذیل ہیں۔

1۔ آخری آسمانی کتاب:

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے جو حضرت محمد رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِیِّیْن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ پر نازل ہوئی اور قیامت تک کے تمام انسانوں کے لیے یہ سرچشمۂ ہدایت ہے۔

2۔ محفوظ کتاب:

چونکہ قرآن مجید قیامت تک کے ہر دور اور ہر قوم کے انسانوں کے لیے رشد و ہدایت کا ذریعہ ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کا خاص وعدہ فرمایا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝۹ (سورۃ الحجر: 9)

ترجمہ: بے شک ہم ہی نے (اس) ذکر (قرآن) کو نازل فرمایا ہے اور بے شک ہم ہی اس کی ضرور حفاظت فرمانے والے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ چودہ سو سال گزرنے کے باوجود قرآن مجید کا ایک ایک لفظ محفوظ ہے۔ اللہ کی طرف سے اس کی حفاظت کا ایسا انتظام کر دیا گیا ہے کہ وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے تحریف (ردو بدل) سے محفوظ ہو گیا ہے۔ جب کہ دوسری آسمانی کتابوں میں بڑا ردو بدل ہو چکا ہے۔ ان کا بہت سا حصہ ضائع ہو چکا ہے' اور جو باقی بچا اس میں بھی لوگوں نے اپنی طرف سے کئی باتیں شامل کر دیں۔ اب یہ کتابیں کہیں بھی اپنی اصلی شکل میں دستیاب نہیں۔ جب کہ قرآن مجید اپنی خالص شکل میں اب بھی موجود ہے اور ہمیشہ موجود رہے گا۔

3۔ زندہ زبان والی الہامی کتاب:

قرآن مجید جس زبان میں نازل ہوا وہ ایک زندہ زبان ہے۔ آج بھی دنیا کے بیس سے زیادہ ممالک کی قومی زبان عربی ہے اور یہ زبان دنیا کی چند بڑی زبانوں میں سے ایک ہے۔ جب کہ پہلی آسمانی کتابیں جن زبانوں میں نازل ہوئیں وہ مردہ ہو چکی ہیں اور اُن کو سمجھنے والے بہت ہی کم لوگ ہیں۔

4۔ عالمگیر کتاب:

باقی آسمانی کتابوں کے مطالعے سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ وہ صرف کسی ایک خاص ملک یا خاص قوم کے لوگوں کے لیے تھیں۔ مگر قرآنِ مجید تمام انسانیت کے لیے پیغامِ ہدایت ہے۔ یہ کلامِ پاک یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ (اے لوگو) کا خطاب کر کے تمام انسانوں کو

Web Version of PCTB Textbook

ہدایت کا پیغام دیتا ہے۔ یہ ایک عالمگیر کتاب ہے جس کی تعلیمات ہر دور اور ہر ملک میں قابلِ عمل ہیں۔

اس کتاب کی تعلیمات فطری ہیں اس لیے کہ ہر دَور کا انسان یوں محسوس کرتا ہے کہ جیسے یہ اسی کے دَور کے لیے نازل ہوئی ہے۔ کیونکہ اس کی تعلیمات ہر قوم و ملک اور ہر طرح کے ماحول میں بسنے والے افراد کے لیے یکساں طور پر نفع بخش ہیں اور انسانی عقل کے عین مطابق ہیں۔

5۔ جامع کتاب:

پہلی آسمانی کتابوں میں سے کچھ کتابیں صرف اخلاقی تعلیمات پر مشتمل تھیں۔ بعض صرف مناجات اور دعاؤں کا مجموعہ تھیں۔ کچھ صرف فقہی مسائل کا مجموعہ تھیں۔ بعض میں صرف عقائد کا بیان تھا اور بعض صرف تاریخی واقعات کا مجموعہ تھیں۔ مگر قرآن مجید ایسی جامع کتاب ہے جس میں ہر پہلو پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس میں عقائد و اعمال کا بیان بھی ہے، اخلاق و روحانیت کا درس بھی ہے، تاریخی واقعات بھی ہیں اور مناجات بھی۔ غرضیکہ یہ ایک ایسی جامع کتاب ہے جو زندگی کے ہر پہلو میں رہنمائی کرتی ہے۔

6۔ عقل و تہذیب کی تائید کرنے والی کتاب:

پہلی آسمانی کتابوں میں سے بعض کتابیں ایسی باتوں پر مشتمل ہیں جو حقیقت کے خلاف ہیں بلکہ بعض کتابوں میں انتہائی ناشائستہ، غیر اخلاقی باتیں بھی پائی جاتی ہیں۔ (ظاہر ہے یہ باتیں جعلی ہیں جو کسی نے اپنی طرف سے شامل کر دی ہیں) جب کہ قرآن مجید ایسی تمام باتوں سے پاک ہے۔ اس میں کوئی ایسی بات نہیں جو خلافِ عقل ہو اور جسے تجربہ اور دلیل سے غلط ثابت کیا جا سکے۔ اس میں کوئی غیر اخلاقی بات نہیں۔ اس نے تمام انبیاء کا ادب و احترام سکھایا اور سب کے بارے میں بتایا ہے کہ وہ نیکوکار اور پرہیزگار لوگ تھے۔ ان کی شان کے خلاف جتنی بھی باتیں کہی گئی ہیں، سب جھوٹ اور خلافِ واقعہ ہیں۔

7۔ کتابِ اعجاز:

قرآن مجید فصاحت و بلاغت کا وہ شاہکار ہے جس کا مقابلہ کرنے سے عرب و عجم کے تمام فصیح و بلیغ لوگ عاجز رہے۔ قرآن مجید میں سب مخالفوں کو دعوت دی گئی ہے کہ ایک چھوٹی سی قرآنی سورت کے مقابلے میں کوئی سورت بنا لاؤ مگر کوئی بھی اس کی مثال پیش نہیں کر سکا۔ کیونکہ یہ تو اللہ تعالیٰ کا کلام ہے کسی بندے کا بنایا ہوا کلام نہیں۔ پھر کوئی بشر اس کا مقابلہ کیسے کر سکتا ہے؟ یہی اس کتاب کا اعجاز ہے۔

آخرت

اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ایک عقیدۂ آخرت بھی ہے۔

مفہوم:

لفظ ''آخرت'' کے معنی بعد میں ہونے والی چیز کے ہیں۔ اس کے مقابلے میں لفظ ''دنیا'' ہے جس کے معنی قریب کی چیز کے ہیں۔ عقیدۂ آخرت کا اصطلاحی مفہوم یہ ہے کہ انسان مرنے کے بعد ہمیشہ کے لیے فنا نہیں ہو جاتا۔ بلکہ اس کی روح باقی رہتی ہے اور ایک وقت ایسا آئے گا جب اللہ تعالیٰ اس کی روح کو جسم میں منتقل کر کے اسے دوبارہ زندہ کر دے گا اور پھر انسان کو اس کے نیک و بد اعمال کا حقیقی بدلہ دیا جائے گا۔ نیک لوگوں کو ایک ایسی جگہ عنایت کی جائے گی جو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے بھرپور ہو گی۔ اس کا نام جنت ہے اور بُرے لوگ ایک انتہائی اذیت ناک جگہ میں رہیں گے جس کا نام جہنم ہے۔

Web Version of PCTB Textbook

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

اِنَّ الۡاَبۡرَارَ لَفِیۡ نَعِیۡمٍ ﴿۱۳﴾ وَ اِنَّ الۡفُجَّارَ لَفِیۡ جَحِیۡمٍ ﴿۱۴﴾ (سورۃ الانفطار: 13,14)

ترجمہ: بے شک نیک لوگ ضرور نعمت (والی جنّت) میں ہوں گے۔ اور بے شک بدکار لوگ ضرور جہنم میں ہوں گے۔

آخرت کے سلسلہ میں قرآن مجید کی تعلیمات کا خلاصہ یہ ہے:

1۔ انسان کی دنیاوی زندگی اس کی آخرت کی زندگی کا پیش خیمہ ہے۔ دنیا کی زندگی عارضی اور آخرت کی زندگی دائمی ہے۔ انسان کے تمام اعمال کے پورے پورے نتائج اس عارضی زندگی میں مرتب نہیں ہوتے۔ بلکہ اس عارضی زندگی میں جن اعمال کا بیج بویا جاتا ہے ان کے حقیقی نتائج آخرت کی زندگی میں ظاہر ہوں گے۔

2۔ جس طرح دنیا کی ہر چیز علیحدہ علیحدہ اپنی ایک عمر رکھتی ہے جس کے ختم ہوتے ہی وہ چیز ختم ہو جاتی ہے اسی طرح پورے نظامِ عالم کی بھی ایک عمر ہے جس کے تمام ہوتے ہی یہ نظام ختم ہو جائے گا اور ایک دوسرا نظام اس کی جگہ لے لے گا۔

3۔ جب دنیا کا یہ نظام درہم برہم ہو جائے گا اور ایک دوسرا نظام قائم ہو گا تو انسان کو پھر جسمانی زندگی ملے گی۔ اس روز ایک زبردست عدالت لگے گی جس میں انسان کے تمام اعمال کا حساب لیا جائے گا۔ اسے نیک اعمال کی جزا ملے گی اور برے اعمال کی سزا ملے گی۔

منکرینِ آخرت کے شبہات اور ان کا قرآنی جواب:

قرآنِ مجید میں عقیدۂ آخرت کو بیان کرتے ہوئے منکرین کے شبہات کا بڑے عمدہ انداز میں جواب دیا گیا ہے۔

مشرکینِ مکہ عقیدۂ آخرت کے منکر تھے۔ اس سلسلے میں ان کے شبہات یہ تھے۔

وَ قَالُوۡۤا ءَاِذَا ضَلَلۡنَا فِی الۡاَرۡضِ ءَاِنَّا لَفِیۡ خَلۡقٍ جَدِیۡدٍ ۬ؕ (سورۃ السجدۃ: 10)

ترجمہ: اور وہ کہتے ہیں کیا جب ہم مٹّی میں مل جائیں گے تو کیا ہم نئے سرے سے پیدا کیے جائیں گے۔

مَنۡ یُّحۡیِ الۡعِظَامَ وَ ہِیَ رَمِیۡمٌ ﴿۷۸﴾ (سورۃ یٰسٓ: 78)

ترجمہ: ہڈیوں کو کون زندہ کرے گا جب کہ وہ بوسیدہ ہو چکی ہوں گی؟

اِنۡ ہِیَ اِلَّا حَیَاتُنَا الدُّنۡیَا وَ مَا نَحۡنُ بِمَبۡعُوۡثِیۡنَ ﴿۲۹﴾ (سورۃ الانعام: 29)

ترجمہ: ہماری تو دنیا ہی کی زندگی ہے اور ہم (مرنے کے بعد) نہیں اُٹھائے جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے ان کے شبہات کو دور کرتے ہوئے فرمایا۔ تم پہلے موجود نہ تھے۔ تمھیں اللہ نے موجود کیا۔ جو قادرِ مطلق تمھیں پہلے موجود کرنے پر قادر ہے وہ تمھارے مر جانے کے بعد تمھیں دوبارہ زندگی بخشنے پر بھی قادر ہے۔

وَ ہُوَ الَّذِیۡ یَبۡدَؤُا الۡخَلۡقَ ثُمَّ یُعِیۡدُہٗ (سورۃ الروم: 27)

ترجمہ: اور وہی ہے جو مخلوق کو پہلی بار پیدا فرماتا ہے پھر وہی اسے دوبارہ پیدا کرے گا۔

قُلۡ یُحۡیِیۡہَا الَّذِیۡۤ اَنۡشَاَہَاۤ اَوَّلَ مَرَّۃٍ ؕ (سورۃ یٰسٓ: 79)

ترجمہ: آپ فرما دیجیے اُنھیں وہی زندہ فرمائے گا جس نے اُنھیں پہلی بار پیدا فرمایا تھا۔

Web Version of PCTB Textbook

كُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ۚ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۸﴾ (سورۃ البقرۃ:28)

ترجمہ: جب کہ تم مُردہ تھے تو اس نے تمھیں زندہ فرمایا پھر وہ تمھیں موت دے گا پھر وہی تمھیں زندہ فرمائے گا پھر تم اُسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

انسان کی صحیح سوچ اس سے عقیدۂ آخرت پر ایمان لانے کا تقاضا کرتی ہے۔ ہر شخص اس بات کو تسلیم کرتا ہے کہ نیک عمل کا اچھا صلہ اور برے عمل کا برا بدلہ ہوتا ہے۔ لیکن کیا انسان کے تمام اعمال کے نتائج اس دنیاوی زندگی میں سامنے آجاتے ہیں؟ ایسا نہیں ہوتا' بلکہ بعض اوقات ایک ایسا شخص جس نے پوری زندگی گناہوں میں گزاری ہو اس جہان میں سزا سے بچا رہتا ہے۔ اسی طرح بعض بے حد نیک لوگ جو عمر بھر نیکیاں کرتے رہے انھیں یہاں نیکی کا پورا بدلہ نہ ملا بلکہ بعض کو تو بے حد اذیتیں دے کر شہید کر دیا گیا۔ اب سوچنے کی بات یہ ہے کہ کیا مجرموں کو ان کے جرائم کی سزا کبھی نہیں ملے گی؟ کیا نیکوکار اچھے اجر سے محروم رہیں گے؟ کیا اللہ تعالیٰ کا نظامِ عدل ان کے بارے میں ہمیشہ کے لیے خاموش رہے گا؟ کیا اشرف المخلوقات انسان کو عبث پیدا کیا گیا اور اس کے اعمال کی کوئی قدر و قیمت نہیں؟

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۱۵﴾ (سورۃ المومنون: 115)

ترجمہ: کیا تم خیال کرتے ہو کہ ہم نے تمھیں بے مقصد پیدا کیا ہے اور تمھیں ہمارے پاس واپس نہیں لایا جائے گا؟

جب عقل اس پہلو پر سوچتی ہے تو یہ بات تسلیم کرنے پر مجبور ہو جاتی ہے کہ آخرت کی زندگی برحق ہے جس میں سب لوگوں کو ان کے اعمال کی جزا و سزا ملے گی۔ نیک لوگوں کو ان کے اعمال کا بہت اچھا بدلہ ملے گا اور مجرموں کو سخت سزا ملے گی۔ سوائے ان کے جن کو اللہ تعالیٰ معاف فرما دے۔

اسلام میں عقیدۂ آخرت کی اہمیت:

آخرت پر ایمان رکھنا اسلام کی نہایت اہم تعلیم ہے۔ قرآن مجید میں اس کی اہمیت پر زور دیا گیا ہے۔ سورۃ البقرۃ میں مُتَّقِیْن کی تعریف کرتے ہوئے ارشاد ہوا:

وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ﴿۴﴾ (سورۃ البقرہ:4) ترجمہ: اور آخرت پر وہ یقین رکھتے ہیں۔

اگر آخرت پر ایمان نہ ہو تو انسان خود غرضی اور نفس پرستی میں ڈوب کر تہذیب و شرافت اور عدل و انصاف کے تقاضوں کو یکسر بھول جائے اور انسانی معاشرے میں جنگل کا قانون رائج ہو جائے۔

عقیدۂ آخرت انسانی معاشرہ کو انسانیت افروز بنانے کا اہم ذریعہ ہے۔ کیونکہ اس سے انسان کے دل میں نیکی پر جزا اور بدی پر سزا کا احساس ابھرتا ہے جو اعمال میں صالحیت پیدا کر دیتا ہے۔

جو شخص آخرت کی زندگی پر ایمان رکھتا ہے اس کی نظر اپنے اعمال کے صرف ان ہی نتائج پر نہیں ہوتی جو اس زندگی میں ظاہر ہوتے ہیں بلکہ وہ ان نتائج پر بھی نظر رکھتا ہے جو آخرت کی زندگی میں ظاہر ہوں گے اسے جس طرح زہر کے بارے میں ہلاک کرنے اور آگ کے بارے میں جلانے کا یقین ہوتا ہے اسی طرح گناہوں کے ہلاکت خیز ہونے کا بھی یقین ہو جاتا ہے۔ اور جس طرح وہ غذا اور پانی کو اپنے لیے مفید سمجھتا ہے اسی طرح نیک اعمال کو بھی اپنے لیے نجات و فلاح کا سبب سمجھتا ہے۔

Web Version of PCTB Textbook

عقیدۂ آخرت کے انسانی زندگی پر بڑے اہم اثرات مرتّب ہوتے ہیں جن میں سے چند یہ ہیں:

1۔ نیکی سے رغبت اور بدی سے نفرت:

جو شخص آخرت پر یقین رکھتا ہے وہ جانتا ہے کہ اس کے تمام اعمال خواہ ظاہر ہوں یا پوشیدہ اس کے نامۂ اعمال میں محفوظ کر لیے جاتے ہیں۔ آخرت میں یہی نامۂ اعمال اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش ہوگا اور منصفِ حقیقی فیصلہ فرمائے گا۔ ان اعمال کا وزن کیا جائے گا۔ ایک پلڑے میں نیک اعمال اور دوسرے میں برے اعمال ہوں گے۔ اگر نیکی کا پلڑا بھاری ہوا تو کامیابی حاصل ہوگی، اور جنت میں ٹھکانہ نصیب ہوگا اور اگر برائیوں کا پلڑا بھاری ہوا تو ناکامی ہوگی اور جہنم کا دردناک عذاب چکھنا ہوگا۔

آخرت پر ایمان رکھنے والا شخص برائیوں سے نفرت کرنے لگتا ہے۔ کیونکہ اسے علم ہوتا ہے کہ ان کے نتیجہ میں وہ عذاب میں مبتلا ہو سکتا ہے۔ اسے نیکیوں سے محبت ہو جاتی ہے۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اسے نیکی کا اجر ضرور ملے گا۔

2۔ بہادری اور سرفروشی:

ہمیشہ کے لیے مٹ جانے کا ڈر انسان کو بزدل بنا دیتا ہے۔ مگر جب دل میں یہ یقین موجود ہو کہ اس دنیا کی زندگی چند روزہ ہے۔ پائیدار اور دائمی زندگی آخرت کی ہے تو انسان نڈر ہو جاتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان قربان کرنے سے بھی نہیں کتراتا۔ وہ جانتا ہے کہ راہِ حق میں جان کا نذرانہ پیش کر دینے سے وہ ہمیشہ کے لیے فنا نہیں ہو جائے گا۔ بلکہ آخرت کی کامیاب اور پُرمسرت زندگی حاصل کرے گا۔ چنانچہ یہ عقیدہ مومن کے دل میں جذبۂ سرفروشی پیدا کر کے معاشرے میں امن اور نیکی کے پھیلنے کی راہیں ہموار کر دیتا ہے۔

3۔ صبر و تحمل:

عقیدۂ آخرت سے انسان کے دل میں صبر و تحمل کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ حق کی خاطر جو بھی تکلیف برداشت کی جائے گی اس کا اللہ تعالیٰ کے ہاں اجر ملے گا۔ لہٰذا آخرت پر نظر رکھتے ہوئے وہ ہر مصیبت کا صبر و تحمل سے مقابلہ کرتا ہے۔

4۔ مال خرچ کرنے کا جذبہ:

عقیدۂ آخرت انسان کے دل میں یہ جذبہ پیدا کرتا ہے کہ حقیقی زندگی صرف آخرت کی زندگی ہے۔ لہٰذا اُسی دولت سے لگاؤ رکھنا چاہیے جو اُس زندگی کو کامیاب بنائے۔ چنانچہ مومن جتنا بھی دولت مند ہو جاتا ہے اسی قدر زیادہ سخاوت اور فیاضی کرتا ہے۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے سے اس کی آخرت کی زندگی سنور جائے گی۔

5۔ احساسِ ذمہ داری:

آخرت پر ایمان رکھنے سے انسان میں احساس ذمہ داری پیدا ہو جاتا ہے۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اپنے فرائض میں کوتاہی کرنا جرم ہے۔ جس پر آخرت میں سزا ملے گی۔ لہٰذا پوری ذمہ داری سے اپنے فرائض ادا کیے جائیں۔ آہستہ آہستہ یہ احساس اس قدر پختہ ہو جاتا ہے کہ انسان اپنا ہر فرض پوری دیانت داری سے سرانجام دینے لگتا ہے خواہ اس کا تعلق بندوں کے حقوق سے ہو یا اللہ تعالیٰ کے حقوق سے۔ یہی احساسِ ذمہ داری مسلمان کا طُرّہ امتیاز ہے۔

Web Version of PCTB Textbook

سوالات

1۔ اسلام کے بنیادی عقائد کون کون سے ہیں۔ ہر ایک پر مختصر نوٹ لکھیں۔

2۔ وجود باری تعالیٰ کے اثبات میں قرآنی دلائل مختصراً لکھیے۔

3۔ شرک کسے کہتے ہیں اور اس کی اقسام کے متعلق آپ کیا جانتے ہیں؟

4۔ انبیائے کرام علیہم السّلام کی خصوصیات بیان کریں۔

5۔ درج ذیل پر مختصر نوٹ لکھیں۔

(ا) ملائکہ　　(ب) آسمانی کتابیں　　(ج) توحید کا مفہوم

6۔ انسانی زندگی پر عقیدۂ توحید کے اثرات بیان کریں۔

7۔ رسالتِ محمدی خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی خصوصیات تفصیل سے بیان کریں۔

8۔ قرآن مجید کی چند اہم خصوصیات لکھیں۔

9۔ آخرت کے سلسلہ میں قرآن مجید کی تعلیمات کا خلاصہ تحریر کریں۔

10۔ منکرینِ آخرت کے شبہات کا جواب قرآن مجید کی روشنی میں دیجیے۔

11۔ انسانی زندگی پر عقیدہ آخرت کے کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں؟

12۔ عقیدہ آخرت کا مفہوم اور اہمیت تفصیلاً بیان کیجئے۔

13۔ عقیدہ ختم نبوت کا مفہوم تحریر کریں۔

14۔ ''عقیدہ ختم نبوت قرآن، حدیث اور اجماعِ امت تینوں سے ثابت ہے'' دلائل دیجیے۔

15۔ پیغامِ الٰہی کو نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ پر نازل کرنے کی حکمت قرآنی آیات کی روشنی میں بیان کیجیے۔

☆☆☆

Web Version of PCTB Textbook